# صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کا منصوبہ ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱؍نومبر ۱۹۷۵ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

دوستوں کو یاد ہوگا کہ ۱۹۷۳ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر میں نے ’’صد سالہ احمدیہ جوبلی‘‘ منصوبے کا اعلان کیا تھا۔ اصل منصوبہ تو بعض بنیادی کاموں کی تکمیل ہے تاکہ جب ہم غلبۂ اسلام کی صدی میں داخل ہوں تو ہماری راہ میں اپنی غفلتوں کی کوئی روک نہ ہو لیکن ان بنیادی کاموں کی تکمیل کے لئے رقم کی بھی ضرورت ہے۔ اس رقم کی ضرورت صرف پاکستان ہی میں نہیں بلکہ ساری دنیا میں جہاں جہاں بھی احمدی بستے ہیں ان ممالک میں ان رقوم کی ضرورت ہے کیونکہ اس منصوبہ کی تکمیل صرف ایک ملک سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ ساری دنیا سے تعلق رکھتی ہے اس لئے کہ یہ منصوبہ ہے ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق اور اسی کے فضل اور اسی کی رحمت کے ساتھ اس منصوبہ کے اعلان اور اشاعت پر قریباً ایک سال گزر گیا۔ پہلے خیال تھا کہ اس منصوبہ سے تعلق رکھنے والا جو مالی مطالبہ ہے اسے سولہ سال پر تقسیم کیا جائے لیکن بعد میں جو حالات پیدا ہوئے اس کے نتیجہ میں ہمیں اسے پندرہ سال پر تقسیم کرنا پڑا۔

اس وقت میں نے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ وہ ہونہار اور مخلص احمدی نوجوان جو اس وقت تو روزی نہیں کما رہے لیکن (اللہ تعالیٰ ان کی عمروں میں برکت ڈالے اور جو ہنر وہ سیکھ رہے ہیں

خدا کے فضل سے اس میں وہ ترقی کریں )وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے آئندہ کی آمد کو مدّنظر رکھتے ہوئے بھی وعدے لکھوا سکتے ہیں اور اس گروہ میں سے بہتوں نے اپنے وعدے لکھوا دیئے تھے۔لندن میں انہوں نے مجھے بتایا کہ ہمارا جو ایک سال کا حصہ بنتا ہے یعنی قریباً چالیس ہزار پاؤنڈ اس میں سے تین ہزار پاؤنڈ اس ننھے مخلص احمدی گروہ کا ہے جنہوں نے ابھی کمانا بھی شروع نہیں کیا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اس رقم کو ابھی اس سال میں شامل نہ کرو وہ تو اگر آپ جمع نہ کرسکیں تو آپ کے اوپر کوئی حرف نہیں آئے گا۔ میں قوی امید رکھتا ہوں اور ہر وقت دعائیں کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس نسل کی امیدوں سے زیادہ انہیں دنیا کے اموال بھی دے تاکہ جس جذبہ کے ساتھ انہوں نے خدا کی راہ میں مالی قربانیاں پیش کی ہیں (نہ صرف اس منصوبہ کے سلسلہ میں بلکہ اور دوسرے منصوبوں میں بھی) اس کے مطابق اپنے وعدوں سے زیادہ وہ ادائیگی کرسکیں لیکن بہرحال وہ ادائیگیاں تو اپنے وقت پر ہوں گی۔ پھر ایک دوسرا گروہ ہے جنہوں نے آئندہ بڑھنے والی آمد کی توقع پر زیادہ وعدے کئے ہیں۔ وہ حصہ جو توقع کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس کے لئے انہوں نے اللہ پر بھروسہ رکھا ہے اور خدا تعالیٰ ان کے اس اعتماد کو ضائع نہیں کرے گا اور ان کی دولت اور ان کے اموال میں برکت ڈالے گا، انشاء اللہ۔لیکن جو وہ اس وقت کما رہے ہیں اس کے لحاظ سے وعدے کا پندرھواں حصہ پہلے سال میں اور پندرھواں حصہ دوسرے سال میں یعنی دو سالوں کا ملا کر $\frac{۲}{۱۵}$ تو انہوں نے بہرحال پہلے دو سال میں ادا کرنا ہے۔

اس منصوبہ کی تیاری عملاً ساتھ ساتھ شروع ہوگئی ہے جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے کہ میں ایک مسجد کی بنیاد رکھ کر آیا ہوں جس کا ’’صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ‘‘ سے تعلق ہے۔اللہ تعالیٰ نے بنیاد کے ساتھ ہی وہاں جماعت کی مضبوطی کے سامان بھی پیدا کر دیئے ہیں۔ابھی کل ہی مجھے وہاں سے ایک اور خط ملا ہے کہ کچھ اور یوگوسلاو احمدی ہوگئے ہیں۔ان کے اندر ایک رَو پیدا ہوگئی ہے اور مسجدیں اور مشن ہاؤسز یہ ہمارے مراکز ہمارے کیا یہ خدا کے گھر خدا کے نام کو بلند کرنے کے مراکز بنتے ہیں۔جس ملک میں اس قسم کا کوئی بھی مرکز نہ ہو اس ملک میں خدا تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنے کی ہماری کوشش کامیاب ہو ہی نہیں سکتی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ

غلبۂ اسلام کے لئے استثنائی حالات پیدا کرے۔ وہ تو اس کا فضل اور اس کی رحمت ہے اور اس کی عطا ہے۔ ہم عاجز بندے تو اپنی کوتاہ فراست اور عقل سے ہی اندازے لگاتے ہیں لیکن وہ جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اور جو سب اموال اور دولتوں کا مالک ہے وہ دیتا بھی ہے اور وہ سامان بھی پیدا کرتا ہے۔ وہ تو اس کا حصہ ہے اور وہ دے گا لیکن ہمیں اس نے کہا ہے کہ تم اپنی بساط کے مطابق تدبیر کرو اور ہم اپنی بساط کے مطابق اور اپنی سمجھ کے مطابق تدبیر کرتے ہیں۔ ہماری ناقص عقل یہ کہتی ہے کہ مثلاً یورپ کے جن ممالک میں ہم نے اسلام کی تبلیغ کرنی ہے اور اسلام کی پیاری اور حسین اور احسان کرنے والی تعلیم ان تک پہنچانی ہے اور اس کے ذریعہ سے ان کے دلوں کو خدا اور اس کے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیلئے جیتنا ہے یہ کام تب ہو سکتا ہے جب وہاں ہمارا کوئی مرکز بھی ہو، کوئی کام کرنے کی جگہ ہو اور لوگوں کو پتہ ہو اور اگر اور جب دلچسپی پیدا ہو تو وہ اس جگہ پر جا کر اپنی سیری کا انتظام کر سکتے ہوں اور اپنی لگن کو دور کرنے کے لئے ان کو وہاں سے کوئی لٹریچر مل سکتا ہو۔

اس عرصے میں ہم نے بہت سا لٹریچر کتب اور رسائل مختلف زبانوں میں شائع کرنے ہیں۔ اب وہاں میں نے ایک مسجد کی بنیاد رکھی ہے اور کتب ورسائل کی بیسیوں ضروریات وہاں محسوس ہونے لگی ہیں اور یہ مطالبہ ہو گیا ہے کہ ہمیں اس قسم کا لٹریچر دیں۔ ٹھیک ہے صرف دلائل سمجھا کر اور خدا تعالیٰ کے پیار کے جلوے جو وہ احمدیت پر ظاہر کرتا ہے وہ ان کے سامنے رکھ کر ان کو احمدی بنا لینا تو کافی نہیں ہے بلکہ اسلام کی صحیح تعلیم اور قرآن عظیم کی صحیح تصویر ان کے سامنے رکھ کر کوشش کرنا کہ یہ ان کے دلوں میں رچ جائے یہ اصل چیز ہے۔ یہ اگر ہم ان کو نہ دے سکیں تو ایسا ہی ہے کہ ہم نے بڑا خوبصورت اور صحت مند درخت لگا دیا لیکن اس کو پانی دینے کا ہم نے کوئی انتظام نہیں کیا تو وہ کیسے زندہ رہے گا اور کیسے بڑھے گا۔ کیسے نشوونما حاصل کرے گا یا کم از کم کیسے اس قسم کی نشوونما حاصل کرے گا جیسی ایک صحت مند درخت جب ایک اچھی زمین میں لگایا جائے تو وہ حاصل کر سکتا ہے اس کی تو ساری ضرورتیں پوری ہونی چاہئیں تب جا کر وہ اپنی چھپی ہوئی استعدادوں کی نمائش کر سکتا ہے اور تب وہ اپنی حسین شکل ظاہر کرتا ہے اور تب وہ دنیا کے لئے بھلائی کے سامان پیدا کر سکتا ہے اس کے بغیر تو نہیں کر سکتا۔

لٹریچر کے لئے اب یہاں سے ہمیں کتب وغیرہ باہر بھیجنے میں کچھ دقت پیدا ہو رہی ہے جو بھی ذمہ دار ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں سمجھ اور عقل عطا کرے اور ہر پاکستانی کا جو حق ہے اس کی ادائیگی کی انہیں توفیق عطا کرے لیکن اگر یہاں کچھ عرصہ تک اس قسم کے حالات رہیں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھر کے بیٹھ جائیں گے اور وہ ذمہ داریاں جو خدا تعالیٰ نے ہم پر ڈالی ہیں ان کو نظر انداز کر دیں گے اور اپنے کام چھوڑ دیں گے بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جب ہم پر ایک دروازہ بند کیا جائے گا تو ہم انتہائی عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اور انتہائی عاقلانہ تدبیر کے ساتھ دنیا میں جہاں بھی اس کام کا کوئی دوسرا دروازہ کھل سکتا ہو وہ کھولیں گے اور خدا تعالیٰ کے نام کی بلندی کی راہ میں کوئی روک قائم نہیں رہنے دیں گے۔ ہماری یہ کوششیں، اگر ہماری دعائیں اپنی شرائط کے ساتھ ہوں تو بارآور ہوں گی انشاء اللہ۔

اسی لئے میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ مجھے نہیں پتہ تھا کہ میں کیوں کہہ گیا کہ ہمیں بیرونِ پاکستان دو جگہ دو ممالک میں پریس کھولنے پڑیں گے۔ اس وقت تو میرے ذہن میں یہ چیز نہیں تھی لیکن حالات نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ جو ہادی ہے جو معلم حقیقی ہے جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اس کے علم میں تو تھا۔ پس جب تک ہم باہر اپنے پریس نہ کھولیں ہم اسلام کی حقانیت میں اور توحید کے ثبوت میں لٹریچر اس تعداد میں شائع نہیں کر سکتے جتنا کہ ہم اپنے مطبع خانے اور اپنے پریس کے ذریعے کر سکتے ہیں کیونکہ دوسرے بہت مہنگا شائع کرتے ہیں انہوں نے اپنے نفع رکھنے ہیں، ان کے اپنے معیار ہیں، ان کی اپنی قیمتیں ہیں، ان کا اپنا طریق کار ہے۔ مثلاً ہمیں ایک امریکن فرم نے کہا کہ ہم آپ سے قرآن کریم کے ایک لاکھ انگریزی کے تراجم خریدنے کے لئے تیار ہیں لیکن قیمت کا ۶۰ فیصد ہمارے لئے کمیشن دو۔ یعنی اگر قرآن کریم کی دس جلدوں کی قیمت سو روپے ہو تو وہ کہتے ہیں کہ ساٹھ روپے ہمیں دیں۔ ان سے پوچھا کہ اتنا کمیشن! انہوں نے کہا نہیں سارا ہمارا نہیں ہے وہ تھوک میں بیچنے والے کتب فروش تھے کہنے لگے کہ بیس فی صد ہمارا کمیشن ہے اور چالیس فیصد جو آگے اپنی دکانوں پر رکھیں گے ان کا کمیشن ہے۔ وہ کہتے تھے کہ بے شک اس کی قیمتیں بڑھا دو۔ لیکن قیمتیں بڑھا کر تو ہم اس تعداد میں دنیا میں قرآن کریم کے تراجم نہیں پھیلا سکتے جس تعداد میں ہم پھیلانا چاہتے ہیں۔

اس مثال میں اگر ہمارا اپنا پریس ہو تو ہم قرآن کریم کی دس کا پیاں سو روپے کی بجائے چالیس روپے خرچ کر کے دنیا کے ہاتھ میں دے سکتے ہیں۔ بڑا فرق ہے اس واسطے باہر ہمارے اپنے پریس ہونے چاہئیں۔

امریکہ میں اس وقت سب سے زیادہ آزادی ہے۔ آگے تو خدا بہتر جانتا ہے اس واسطے دعائیں کرو کہ ہم جو منصوبہ بنائیں وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں بھی آئندہ برکتوں والا ہو۔ اس وقت سب سے زیادہ آزادی امریکہ میں ہے وہاں شائع کرنے کی بھی کوئی پابندیاں نہیں ہیں اور وہاں سے لٹریچر ساری دنیا میں بھیجا بھی جا سکتا ہے تاہم اور بھی بہت سے ملک ہیں جن میں آزادی ہے صرف امریکہ نہیں ہے مثلاً موجودہ حالات میں افریقہ کے ممالک ہیں اور ان کے اوپر جماعت کا بڑا اثر ہے۔ اس منصوبہ سے معاً پہلے جو ''نصرت جہاں آگے بڑھو'' کا منصوبہ تھا وہ صرف مغربی افریقہ کے لئے تھا۔

ایک محدود اور چھوٹا سا منصوبہ تھا اس نے مغربی افریقہ میں اتنا اثر پیدا کیا ہے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے اور اس اثر کو دیکھ کر ہماری گردن خدا تعالیٰ کے حضور اور بھی جھک جاتی ہے۔ کتنی حقیر سی پیشکش تھی جو ہم نے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کی اور اتنے عظیم اس کے نتائج نکل رہے ہیں۔ اب ایک ملک میں تو یہ حال ہے کہ ہمارے وہاں کے مبلغ جب دورہ کرتے ہیں تو قریباً ہر علاقے میں اس جگہ کے لوگ پیچھے پڑ جاتے ہیں کہ آپ ہمارے ہاں سکول کھولیں اور ہمارے بچوں کو عیسائیت سے بچائیں، ہمارے ہاں ہسپتال کھولیں اور ہمارے بڑوں کو عیسائیت سے بچائیں۔ گو خدا کے فضل سے ہم آہستہ آہستہ پھیل رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ جتنی توفیق دیتا ہے وہ کام ہو رہا ہے لیکن یہ کام تو پانچ سال کا تھا۔ نصرت جہاں کی سکیم ۱۹۷۰ء میں میں نے جاری کی تھی اور جلسہ سالانہ پر اس کا اعلان کیا تھا۔ اس وقت اپنے حالات کو دیکھ کر، جماعت کے حالات کو دیکھ کر یہ خیال تھا کہ سات سال میں یا بہت ہی جلدی کر سکے تو پانچ سال میں میں اپنا وعدہ پورا کر سکوں گا۔ میں نے دعائیں کیں، جماعت نے دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ فضل کرنے والا ہے وہ منصوبہ جس کے متعلق ہمارے اندازے تھے کہ وہ سات سال میں مکمل ہو گا خدا تعالیٰ کے فضل سے ڈیڑھ دو سال میں وہ مکمل ہو گیا اور اس کا بڑا اثر ہوا۔ ایک امریکن مجھے

غانا میں ملے وہ وہاں کے قبائلی کسٹمز (Customs) ان کی روایات اور رہن سہن کے طریقوں پر پی ایچ ڈی (P.H.D) کے لئے اپنا مقالہ لکھ رہے تھے۔ وہ ڈیڑھ سال کے بعد یہاں آئے۔ سیر کرتے ہوئے پھر رہے تھے یہاں بھی آ گئے۔ وہ کہنے لگے کہ میں صرف یہ دیکھنے کے لئے آیا ہوں کہ یہ جماعت کس چیز سے بنی ہوئی ہے۔ مجھ سے تو بات نہیں کی لیکن بعض دوستوں سے انہوں نے یہ کہا کہ اگر امریکہ یہ وعدہ کرتا تو ڈیڑھ دو سال میں وہ اپنا یہ وعدہ پورا نہ کرسکتا لیکن جماعت احمدیہ نے اسے پورا کر دیا۔ بات یہ ہے کہ ہم اس مٹی سے بنے ہوئے ہیں جو دنیا کی نگاہ میں حقیر ہے لیکن خدا کے ہاتھ میں اس کا آلۂ کار بن چکی ہے۔ خدا فضل کرتا ہے اور کامیابیاں عطا کرتا ہے ورنہ ہم کیا اور ہماری بساط کیا اور ہمارے مال کیا اور ہماری عقلیں اور فراست کیا۔ نتیجے اور تدبیر اور کوشش کا آپس میں کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ بڑا عظیم نتیجہ نکل رہا ہے۔ جماعت کے منتظمین چونکہ موقع کے اوپر ہیں وہ پیچھے پڑ جاتے ہیں تو مبلغ ہاں کر جاتے ہیں، نیم رضامند ہو جاتے ہیں کہ ہاں ہم کھول دیں گے۔ بعد میں مجھ سے منظوری لیتے ہیں پھر مجھے منظوری دینی پڑتی ہے۔

ایک سکول کا تو یہ ہوا کہ ایک مسلمان نے اپنے علاقے میں ایک سکول کھولا جس کو وہ چلا نہیں سکا۔ وہ مسلمانوں کا علاقہ ہے وہاں احمدی بھی ہیں لیکن اکثریت ان مسلمانوں کی ہے جو احمدی مسلمان نہیں۔ تو وہ حکومت اس کے پیچھے پڑ گئی کہ تم سکول نہیں چلا سکتے تو ہم تم سے واپس لے لیں گے۔ اس نے کہا کہ میری تو عزت خاک میں مل جائے گی وہ بہت بڑا آدمی تھا انہوں نے اسے کہا کہ پھر تم یہ کرو کہ سکول کسی مشن کو دے دو کہ وہ سنبھال لے۔ عیسائی اس کے پاس گئے کہ یہ سکول ہمیں دے دو۔ خدا نے ان کو بڑی دولت دی ہے لیکن ایسی مثالوں سے دنیا کی دولت اور خدا تعالیٰ کی تدبیر اور منشاء کا مقابلہ نمایاں ہو کر کھلے طور پر سامنے آ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تمہیں تو نہیں دیتے وہ ہمارے پاس آئے اور کہا کہ اگر عیسائیوں کو دے دیا تو پہلے ہی ان کے بہت سکول ہیں ہمارے علاقے میں۔ وہ ہمارے بچوں کو خراب کر رہے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اسے جماعت احمدیہ لے لے اور اس سکول کی یہ حالت تھی کہ لڑکے داخل ہونے کے لئے نہیں آتے تھے۔ چند میل پر ایک کیتھولک سکول تھا انہوں نے سکول کی بہت بڑی اور

شاندار عمارت بنائی ہوئی تھی اور غیر ملکی سٹاف رکھا ہوا ہے۔ وہاں کثرت سے بچے جاتے تھے اور اس بیچارے کے سکول میں کوئی آتا نہیں تھا۔ چنانچہ اس حالت میں کہ علاقے کو اس کی طرف کوئی توجہ نہیں تھی وہ صرف اس جذبے کے ماتحت جو بڑا پیارا جذبہ ہے کہ اسے کوئی مسلمان لے لے جماعت احمدیہ کے پاس آئے کہ جماعت احمدیہ اس ملک کے مسلمانوں کی نمائندہ ہے یہ لے لے ورنہ عیسائیوں کو اور تقویت پہنچے گی۔ انہوں نے یہاں حالات لکھے مَیں نے کہا اچھا لے لو اللہ فضل کرے۔ چنانچہ وہ لے لیا۔ یہ اسی سال کا واقعہ ہے صرف چند مہینے ہوئے ہیں جس سکول میں پچاس سے زیادہ کبھی بچے داخل نہیں ہوتے تھے دو ہفتے ہوئے ہیں مجھے رپورٹ آئی ہے کہ جماعت کے پاس آنے کے بعد اس سکول میں ۱۵۰ بچے پہلی کلاس میں داخل ہو چکے ہیں اور انہوں نے مجھے لکھا ہے کہ ماں باپ نے اپنے بچوں کو اس بہت بڑے کیتھولک سکول سے ہٹا کر ان کے نام وہاں سے کٹوا کر اس سکول میں انہیں داخل کیا ہے۔ تو وہاں اس قسم کے حالات پیدا ہو رہے ہیں مَیں بتا یہ رہا ہوں کہ ان واقعات کو دیکھ کر موجودہ حالات میں وہاں بھی کسی ملک میں ایک پریس لگایا جا سکتا ہے۔ کل کا تو مجھے پتہ نہیں میرا رب جانتا ہے اسی واسطے میں بار بار کہتا ہوں کہ دعاؤں کے بغیر ہمارا کام نہیں چل سکتا۔ وہ ہستی جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں نہ ماضی کی، نہ حال کی، نہ مستقبل کی۔ جب تک اس کی راہنمائی نہ ہو کیسے ہم ترقی کر سکتے ہیں، کیسے ہم اس کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں، کیسے ہماری کوشش اور کام اور تدبیر میں برکت پڑ سکتی ہے۔ پس وہ بڑی اچھی جگہ ہے ممکن ہے کہ ایک پریس وہاں کھولیں۔ یہاں کا پریس بھی بعض روکوں کی وجہ سے دو سال لیٹ ہو گیا ہے اب کچھ آثار ہیں کہ شاید پانچ چھ مہینے میں تھوڑا بہت کام کرنا شروع کر دے۔

جس وقت میں نے اعلان کیا تھا کہ دو پریس باہر بنیں گے اس وقت مجھے تو پتہ نہیں تھا کہ یہاں کے حالات کیا ہو جائیں گے اور ہمارے راستے میں کیا روکیں پیدا ہوں گی لیکن میرے اور تمہارے رب کو پتہ تھا اور اس نے میری زبان سے ایسی بات نکلوا دی کہ خود میں نے بعد میں سوچا تو میں نے کہا کہ اس کی ضرورت تو بظاہر نہیں تھی۔ ٹھیک ہے زبان سے بات نکال دی گئی ہے اس میں خدا تعالیٰ کی کوئی حکمت ہو گی۔ تو پریس کے اوپر خرچ آئے گا۔ پاکستانی

روپیہ کے لحاظ سے تو پریس کے اوپر کافی خرچ ہو جاتا ہے اگر ایک درمیانے درجے کا پریس انگلستان میں لگے تو اس کے اوپر وہاں کا لاکھ سوا لاکھ روپیہ جس کو وہ پاؤنڈ کہتے ہیں وہ خرچ ہو جاتا ہے (میں جب دورے پر وہاں جاتا ہوں تو پاؤنڈ کو میں روپیہ ہی کہا کرتا ہوں) بڑا مہنگا ملک ہے اس کی قوت خرید بھی بہت کم ہے یعنی آپ یوں سمجھ لیں کہ وہاں پر بعض جگہ ایک عام ریسٹورنٹ میں چائے کی ایک پیالی چھ روپے کی ملتی ہے۔ بڑا ہی مہنگا ملک ہے۔ پس اگر وہاں پر ایک لاکھ یا سوا لاکھ وہاں کے روپے کا پریس لگ جائے تو ان کے لحاظ سے یہ زیادہ مہنگا نہیں لیکن جو ہمارا پاکستانی روپے کا تصور ہے اس کے لحاظ سے یہ بائیس تئیس لاکھ سے تیس لاکھ روپے تک بن جاتا ہے۔

انگلستان کی جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی بڑھ بھی گئی ہے (میرے ان دوروں کے درمیان بھی بہت بڑھی ہے) اور فعال اور مخلص بھی بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول کرے اور انہیں احسن جزا دے ابھی تو دو مساجد کی ذمہ داری میں ان کے اوپر ڈال آیا ہوں یعنی پہلی مسجد کا ۷۰؍۷۵ فیصد اور دوسری اوسلو کی مسجد کا قریباً سارا خرچ۔ یہ انشاء اللہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد پھر وہ پریس کے لئے بھی تیار ہیں ان کی کچھ اپنے مشن کی ضرورتیں تھیں ان کے لئے کچھ مزید تعمیر کرنے کے لئے میں نے ان کو ۱۲۔۱۴ ہزار پاؤنڈ کی اجازت دی تھی کیونکہ جس مشن ہاؤس کا ہال بنتے وقت بہت بڑا سمجھا گیا تھا اور یہ بحث ہوگئی تھی کہ اتنا بڑا ہال کیوں بنایا جائے اس سے چھوٹا ہونا چاہیئے اب اس میں گنجائش ہی نہیں رہی، جماعت اس میں سماتی بھی نہیں۔ اسی طرح جو دفتر ہیں ان میں بھی کام نہیں سماتا تو بارہ ہزار پاؤنڈ کا مطلب ہے پچیس روپے فی پاؤنڈ کے حساب سے تین لاکھ روپیہ۔ چنانچہ کچھ چھوٹی چھوٹی اینکسیز (Annexies) یعنی چھوٹے چھوٹے کمرے مزید بن جائیں گے اور ان کی ضرورت پوری ہو جائے گی۔ پھر اس میں بھی انشاء اللہ وسعت ہو گی وہاں ہمارے پاس زمین بڑی ہے۔

اصل منصوبہ پیسے اکٹھے کرنے کا تو نہیں ہے نا۔ اصل منصوبہ تو یہ کہنا چاہیئے کہ پیسے خرچ کرنے کا ہے اور جتنے پیسے میں نے سوچا تھا کہ ہمیں خرچ کرنے چاہئیں اللہ تعالیٰ کا منشاء تھا کہ جماعت اس سے زیادہ خرچ کرے۔ جتنے میں نے کہا تھا کہ وعدے کرو اس سے چار گنے

زیادہ جماعت نے وعدے کر دیئے ہیں۔ مَیں نے کہا تھا اڑھائی کروڑ۔ جماعت نے کہا دس کروڑ۔ مَیں نے کہا یہی ٹھیک ہے میں سمجھ گیا کہ خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ دس کروڑ خرچ کرو۔ دس کروڑ کی ضرورت پڑے گی۔ آپ نے وعدے کر دیئے ہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ بعض وعدے ایسے ہیں کہ اگر وہ ادا نہ ہوں تو کسی پر کوئی الزام نہیں آتا بلکہ وہ ہماری اور دعاؤں کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ مثلاً میں ایک مثال دے دیتا ہوں جس سے بات واضح ہو جائے گی۔ ایک طالب علم جو میڈیکل میں تھرڈ ائیر میں پڑھ رہا تھا اس کی کوئی آمد نہیں تھی وہ تو اپنے ماں باپ کا خرچ کروا رہا تھا اس نے کہا کہ میں ڈاکٹر بنوں گا۔ یہاں پاکستان میں ڈاکٹر بہت کماتے ہیں اس نے کہا کہ میں احمدی ڈاکٹر بنوں گا۔ میں غریبوں کا مفت علاج کروں گا۔ میں اتنا نہیں کماؤں گا لیکن پھر ان سے آدھا کما لوں گا اور جتنا کماؤں گا اس کے مطابق اس نے اپنے دماغ میں اندازہ کیا کہ علاوہ اور چندوں کے جو اس نے دینے تھے اور وہ اس کے دماغ میں حاضر تھے اس نے کہا کہ میں اتنی رقم اس منصوبے میں دوں گا یعنی پانچ چھ سال بعد اس کی جو کمائی شروع ہونی ہے جبکہ وہ پاس ہونے کے بعد ڈاکٹر بن جائے گا اس کے مطابق اس نے وعدہ لکھوا دیا اور میں نے کہا تھا کہ وعدے لکھوا دو۔ اب اگر اس وقت وہ سیکنڈ ائیر میں تھا تو اب فورتھ ائیر میں ہے۔ وہ ابھی چندہ نہیں دے سکتا ابھی تو وہ طالب علم ہے اگر آج وہ نہیں دیتا تو اس کے اوپر کیا الزام ہے۔ پس جو ایسے افراد یا ایسے گروہ ہیں ان کے اوپر کوئی الزام نہیں۔ ان کے لئے تو ہم اور بھی دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی خواہشات اور ان کی توقعات سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی دینے کی توفیق عطا کرے لیکن اس وقت میں بڑی عمر کے ان لوگوں سے مخاطب ہوں جنہوں نے اپنی آمد کے مطابق وعدے لکھوائے تھے کہ وہ اپنے وعدے پورے کریں۔ غالباً اگلے مارچ میں دوسرا سال ختم ہو رہا ہے وہ اپنے وعدے کے مطابق دو سال کا حصہ ادا کریں۔ پاکستان میں بھی اور باہر کے ممالک میں بھی۔ انگلستان کو میں اس وقت دوسری یاددہانی کرا رہا ہوں ایک میں وہاں کروا آیا تھا۔ ان کے دو سال کے وعدے (جو استثنیٰ ہیں وہ نکال کر) کم و بیش ستر ہزار پاؤنڈ بنتے ہیں یعنی قریباً ۱۷۔۱۸ لاکھ روپیہ۔ لیکن وہاں بعض چھوٹی چھوٹی جماعتیں ہیں وہ اپنے چندے وہاں بھیج دیتے ہیں وہ بھی کئی ہزار

بن جاتے ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ پچھتّر ہزار پاؤنڈ سے اسّی ہزار پاؤنڈ تک ان کا ان دو سالوں کا چندہ بن جائے گا۔

یہ جو میں نے کہا تھا کہ وہاں ایک دوسرا گروہ ہے بات دراصل یہ ہے کہ وہ گروہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب اور ان کے چند ساتھیوں کا ہے ان کا چندہ دس لاکھ پاؤنڈ میں سے (جو انگلستان کا ٹوٹل چندہ ہے) ساڑھے چار۔ پونے پانچ لاکھ پاؤنڈ ہے لیکن انہوں نے اپنی سکیم کے مطابق جس کی مجھ سے اجازت لی ہے یہ وعدے کئے ہیں۔ چونکہ وہاں ان کی واقفیت بہت سارے دوستوں سے ہے اور وہ دنیا میں چوٹی کے آدمی ہیں۔ ان کی سکیم یہ ہے کہ اگر اس وقت ہم رقم انوسٹ (Invest) کر دیں، تجارت پر لگا دیں تو ہمیں امید ہے کہ یہ رقمیں دگنی ہو جائیں گی بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ ہو جائیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے آپ وہاں لگا دیں۔ چنانچہ انگلستان کا نصف حصہ تو ہر سال پیسے دے کر اور اپنے وعدوں کا حصہ دے کر ہر سال کی ضرورت میں اس طریق سے حصہ لے رہا ہے لیکن انہوں نے اپنا تاجرانہ حساب کر کے جو نفع وغیرہ آنا ہے اس کے حساب سے پہلی رقم ۱۹۷۷ء کے آخر میں دینی ہے انشاء اللہ۔ اور یہ ہے اکٹھی بڑی رقم۔ کوئی ایک لاکھ تیس ہزار پاؤنڈ بنتی ہے۔ یہ بہرحال انگلستان کی جماعت کی رقم ہے اور میں نے ان کو کہا ہے کہ اس رقم سے تم اوسلو کی مسجد بناؤ اور اللہ تعالیٰ ایسا فضل کرنے والا ہے کہ ہمارا آرکیٹیکٹ (Architect) اور کنٹریکٹر (Contractar) جنہوں نے گوئٹن برگ کی مسجد بنائی ہے اور وہ نقشے بنا رہے ہیں۔ وہ اپنے کام کے سلسلہ میں اوسلو جا رہے تھے تو ہمارے مبلغ سے کہنے لگے کہ ہم بھی وہاں جا کر آپ کے لئے، آپ کی مسجد کے واسطے کوئی زمین تلاش کریں گے ابھی وہاں زمین تلاش کرنے کا مرحلہ ہے چنانچہ ان کو بھی ایک دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔

اصل منصوبہ یہ ہے کہ پریس ہوں۔ اصل منصوبہ یہ ہے کہ مساجد اور مشن ہاؤس بنیں۔ پریس کے ساتھ مجھے کہنا چاہیئے کہ پریس ہوں اور ہم دنیا کی ضرورت کے مطابق سستا اور اچھا لٹریچر شائع کر سکیں اور دوسرے یہ کہ یورپ کے ان ممالک میں بھی جہاں ابھی تک ہماری مساجد اور ہمارے مشن ہاؤسز نہیں ہیں وہاں ہماری مساجد اور مشن ہاؤسز بن جائیں۔ ان دو

ممالک کے علاوہ ہم اٹلی، فرانس اور سپین میں مراکز چاہتے ہیں اور حالات نے اجازت دی تو بنیں گے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے امید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہماری دعائیں ہیں کہ ہمارے حق میں حالات پیدا ہو جائیں۔

اب ایک چھٹا ملک سامنے آ گیا ہے یعنی فن لینڈ۔ فن لینڈ کی اہمیت اصل میں یہ ہے کہ ایک وہاں ہزار خاندان جس کا مطلب یہ ہے کہ پانچ دس ہزار مسلمان وہاں ایسے ہیں جو اشتراکیت کے خوف سے بھاگے اور وہاں جا کر آباد ہو گئے اور انہوں نے اس ملک میں پناہ لے لی۔ ان کے دل میں یہ جذبہ ہے کہ ہمارے بچے قرآنی تعلیم سے محروم نہ رہیں اور دہریہ نہ بن جائیں یعنی جس چیز سے بھاگے تھے وہی نہ سامنے آ جائے اور ان کو سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی قرآن کریم پڑھانے والا نہیں ملے گا انشاء اللہ جب ہماری مسجد بن جائے گی اور اس کا اثر ہونا شروع ہو جائے گا اور جب یہ ضرورت پوری ہو جائے گی تو پھر شاید کسی اور کو بھی خیال آئے کہ وہاں کوئی مسجد بنا دی جائے یا کوئی سکول بنا دیا جائے لیکن اس وقت خیال نہیں آئے گا۔ نہ ہے اور نہ آئے گا۔ پہل ہم نے ہی کرنی ہے اور اگر کوئی ہمارے پیچھے آتا ہے تو ہمیں غصہ نہیں ہے ہمیں خوشی ہے کہ وہ بھی ہمارے نقش قدم پر آگے چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک نیکی کے ثواب کے طور پر مزید نیکیوں کی توفیق عطا کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان کو مزید نیکیوں کی توفیق عطا کرے اور پھر ہم اور وہ، سارے مل کر اسلام کو پھیلانے کے لئے اکٹھے کوشش کرنے لگیں۔ وہ ہمارے ساتھ آملیں گے بہر حال یہ چھٹا ملک بیچ میں آ گیا ہے۔

ایک براڈ کاسٹنگ سٹیشن جس کا میں نے اعلان کیا تھا کی اجازت ملی تھی لیکن اس اجازت میں بعض ٹیکنیکل نقائص تھے اس لئے ہم فائدہ نہیں اٹھا سکے۔ اب ویسے وہاں کی حکومت بدل گئی ہے لیکن دنیا کے تغیرات ہمارے لئے ہیں ہمارے خلاف نہیں۔ انشاء اللہ۔ اس لئے آج نہیں تو کل اجازت ملے گی اس کے اوپر بھی لاکھ دو لاکھ پاؤنڈ ابتدا میں خرچ ہو گا تا کہ ہم ایک خاص علاقے کو اپنی آواز سے معمور کر دیں اور مہدی معہود کی آواز ان کو پکارے کہ جَاءَ الْمَسِيحُ جَاءَ الْمَسِيحُ۔

صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ کے لئے پہلے سال سے ہی ہمیں رقم کی ضرورت پڑ گئی تھی

اور پھر اب دوسرے سال میں یہاں پر پریس شروع ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ کتابیں شائع ہوں گی۔ پھر وہ باہر بھی جائیں گی اور یہاں کے لئے بھی کتابوں کی ضرورت ہے۔ اپنی آنے والی نسلوں کو تو ہم پیاسا نہیں رکھنا چاہتے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ پانچ ہزار میل پر جا کر تو ہم پیاسے کی پیاس کو بجھانے کی کوشش کریں اور جو پہلو میں بیٹھا ہے وہ پانی کے لئے روحانی پانی کے لئے آبِ حیات کے لئے ترستا رہے ہم اس کی طرف توجہ نہ کریں۔ یہ تو نہیں ہو گا ہم نے یہاں بھی خدمت کرنی ہے پیار کی خدمت، بے لوث خدمت اپنی طرف کھینچ لینے والی خدمت۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم نے نہایت ہی عاجزانہ دعاؤں کی بنیادوں کے اوپر اس خدمت کے مکان تعمیر کرنے ہیں اور یہ جو نوجوان نسلیں ہیں۔ اللہ فضل کرے تو ان کو تو خدا تعالیٰ کی محرومی نہیں رہے گی۔ اللہ فضل کرے اسی کے فضل سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ پس آپ کی جو رقوم کی ادائیگی کی ذمہ داری ہے اس کی طرف توجہ کریں کراچی پیچھے رہ گیا تھا۔ ان کے امیر صاحب آئے ہوئے تھے میں نے ان سے بات کی۔ میں نے کہا کہ اگر آپ نے غلطی سے زیادہ وعدے لکھوا دیئے تھے تو کوئی بات نہیں مجھے کہیں میں جلسہ سالانہ پر یہ اعلان کر دوں گا کہ کراچی نے غلطی سے زیادہ لکھوا دیا تھا اب وہ کم کر کے اتنا کر رہے ہیں ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ ہمیں کہیں اور سے دے دے گا۔ تو وہ گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ نہیں نہیں جلسے پر اعلان نہ کریں۔ بس ہمیں تین سال کی مہلت دے دیں تین سال کی رقم تین سال کے اندر ضرور ادا ہو جائے گی۔ میں نے کہا کہ سوچیں گے اور آپ بھی جا کر سوچ لیں۔

اصل بات یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے پچھلے خطبہ میں یا شاید اس سے پچھلے خطبہ میں کہا تھا کہ ہماری دولت یہ سونا چاندی کے سکے اور ہیرے جواہرات کے انبار نہیں ہیں ہماری دولت تو وہ مخلص دل ہے جو ایک منور سینہ کے اندر دھڑک رہا ہے۔ جب تک یہ دل ہمارے ہیں اور جب تک ان سینوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے پیسے کی کسے پرواہ ہے وہ تو اگر ضرورت پڑی تو اللہ تعالیٰ ہمارے لئے آسمان سے پھینکے گا اور زمین ہمارے لئے دولت اگلے گی۔ اگر ہمیں کسی جگہ بے تدبیر اور اپاہج کرنے کی کوشش کی گئی تو ہماری کوشش کے بغیر یہ ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی نے کہا کہ یہ تو کوئی استعارہ ہو گا اور تمثیلی

زبان ہو گی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا اور وہ بچ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم خدا کی قدرتوں پر ایمان نہیں رکھتے آپ نے فرمایا کہ مسیح اور مہدی کا کام مداریوں کی طرح تماشا دکھانا تو نہیں لیکن میں یعنی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں کہتا ہوں کہ اگر دنیا مجھے بھی شعلہ اٹھتے ہوئے تنور کے اندر پھینک دے تو وہ آگ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ٹھنڈی ہو گئی تھی وہ میرے لئے بھی ٹھنڈی کر دی جائے گی۔

پس اصل چیز جس کی ہمیں فکر کرنی چاہیئے وہ ہماری اپنی ہی کمزوریاں ہیں اپنی ہی غفلتیں ہیں، اپنی ہی بے پرواہیاں ہیں۔ باقی اللہ تعالیٰ تو دے رہا ہے دینے کے لئے تیار ہے اور دیتا چلا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۳؍دسمبر ۱۹۷۵ء صفحہ ۲ تا ۶)

۞۞۞